السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک مسجد واقع بڑھئی ٹولہ قریب اسٹیشن ریلوے مظفر پور ایک مدت دراز سے قائم ہے۔ اب سرکار چاہتی ہے کہ برضامندی اہلِ اسلام مسجد مذکور کو توڑ کر سڑک ریلوے درست کرے اور معاوضہ میں اس کے جیسی مسجد مسلمانان جس قدر خرچ سے جہاں کہیں تعمیر کرانا چاہیں گے، سرکار بنوادے گی اور بصورت نہ راضی ہونے مسلمانوں کے وہ مسجد حسبِ دفعہ ایکٹ ۱۰ ۱۸۷۰ء بضرورت سرکار توڑدی جائے گی۔ پس ایسی مجبوری میں شریعت سے جو حکم ہو، صاف صاف بحوالہ کتب وصفحہ وسطر وغیرہ کے تحریر فرمائیے۔ بینوا توجروا۔ فقط المستفتی: مولوی محمد عبدالجلیل محمدی مظفر پوری

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ازروئے قانونِ وقف مذہبِ اسلام مسجد ملک خدا کی ہے، کسی شخص کی جائداد نہیں ہے۔ ہر مسلمان اس میں خدا کی عبادت بجالانے کا یکساں استحقاق رکھتا ہے، نہ اس کو کوئی توڑنے کی اجازت دے سکتا ہے نہ اس کا معاوضہ لینے کا کوئی مجاز ہے۔ "من بنیٰ مسجدا لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه، ویأذن بالصلاة فیه، أما الإفراز فلأنه لا یخلص تعالیٰ إلا به، کذا فی الهدایة" (فتاویٰ عالمگیریہ چھاپہ کلکتہ: ۲/۵۴۵، سطر: ۱۵) [جس نے مسجد بنائی تو اس وقت تک اس کی ملکیت ختم نہیں ہوگی، جب تک وہ ایک طریقے سے اس کو اپنی ملکیت سے الگ نہ کردے اور نماز کی اجازت دے۔ ملکیت سے الگ کرنا اس لیے ضروری ہے کہ صرف اسی کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص ہوسکتا ہے]

فی وقف الخصاف: إذا جعل أرضه مسجداً وبناه وأشهد أن له إبطاله و بیعه فهو شرط باطل، ویکون مسجداً، کما لو بنیٰ مسجد الأهل محلة، وقال: جعلت هذا المسجد لأهل هذه المحلة خاصة، کان لغیر أهل تلک المحلة أن یصلی فیه، هکذا فی الذخیرة""" ((فتاویٰ عالمگیریہ، طبع کلکتہ: ۲/۵۴۷، سطر: ۱۹

[اگر وہ اپنی زمین کو مسجد کے لیے دے اور اسے تعمیر کرے اور گواہی دے کہ وہ اس کو ختم کرسکتا اور بیچ سکتا ہے تو یہ شرط باطل ہے اور وہ مسجد ہی رہے گی، جیسا کہ اگر وہ ایک محلے والوں کے لیے مسجد بنائے اور کہے کہ میں نے یہ مسجد صرف اس محلے والوں کے لیے بنائی ہے تو اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں]

عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال: أصاب عمر بخیبر أرضا، فأتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال: أصبت أرضا، لم أصب مالا قط أنفس منه، فکیف تأمرنی به؟ قال: ((إن شئت حبست أصلها، وتصدقت بها)) فتصدق عمر أنه لا یباع أصلها، ولا یوهب، ولا یورث فی الفقراء والقربیٰ والرقاب وفی سبیل اللہ والضیف وابن السبیل، لا جناح علیٰ من ولیها أن یأکل منها بالمعروف أو یطعم صدیقا غیر متمول فیه۔ (بخاري شريف، طبع مصر: ۲/۱۴، سطر: ۱۴)[1]

[سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں زمین ملی تو وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: مجھے ایک زمین ملی ہے کہ اس سے عمدہ مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اگر تم چاہو تو اس کی اصل روک لو اور اس (کی آمدنی) صدقہ کردو۔ چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کردیا کہ اس کی اصل فروخت اور ہبہ نہ کی جائے اور نہ وراثت ہی میں تقسیم ہو۔ وہ فقرا، قرابت داروں، غلام آزاد کرانے، راہِ خدا میں، مہمانوں اور مسافروں میں تقسیم کی جائے۔ اس کے نگران پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ خود اس میں سے اچھے طریقے سے کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے، لیکن مال جمع کرنے والا نہ ہو]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۲۶۱۳)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 106

محدث فتویٰ